ابوسفیان تائب

امیر المومنین، امام المتقین، قاتل الکفار والمشرکین، خلیفہ راشد وعادل و برحق

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

کی پر عظمت مجاھدانہ زندگی ماہ وسال کے آئینہ میں

ولادت

بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً پانچ سال قبل ۶۰۸ء بمقام مکہ مکرمہ۔

قبولِ اسلام

قبولِ اسلام کے متعلق بروایت مشہور مؤرخ محمد ابن سعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں "عمرۃ القضاء" سے بھی پہلے اسلام لے آیا تھا، مگر مدینہ جانے سے ڈرتا تھا کیونکہ میری والدہ کہا کرتی تھیں کہ اگر تم گئے تو تمہارا جیب خرچ بند کر دیا جائے گا۔ اسلام کی حقانیت جو کہ آپ کے دل میں جاگزیں ہو چکی تھی ۷ھ کو "عمرۃ القضاء" کے موقع پر رنگ لائی جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بغرض زیارت و عمرہ "حرم کعبہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے والدین کی نظروں سے چھپ کر خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے اور بیت اللہ کی دیواروں کے سایہ میں قبول اسلام کی سعادت حاصل کی (الاصابہ، فتح الباری، تاریخ ذہبی)

کتابت وحی

۹ھ تا ۱۱ھ کتابتِ وحی کے مقدس منصب پر فائز رہے۔

عامل اردن مقرر ہوئے

۱۶ھ دورِ خلافت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

فتحِ قیساریہ

۱۷ھ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں مجاھدینِ اسلام کا پندرہ ہزار کا لشکر "ایک لاکھ" رومیوں کے مقابلہ میں میدان قیساریہ میں اترا۔ اور بحیرۂ روم کے اس عظیم الشان ساحلی شہر کو فتح کر کے قلعہ پر اسلامی پرچم لہرا دیا اس جنگ میں اسی ہزار رومی مارے گئے۔ امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب اس فتح کی خوشخبری سنی تو بے ساختہ زبان سے "اللہ اکبر" کا نعرہ بلند ہوا (ابن خلدون ۸۶/۴)

شام کے گورنر بنائے گئے

۱۸ھ دور خلافت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

عسقلان اور طرابلس کی فتح

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ۲۰ھ کے لگ بھگ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ فلسطین کے ان علاقوں کی طرف بڑھے جو فتح ہونے سے رہ گئے تھے۔ اس سلسلے میں آپ نے تاریخی اہمیت کے حامل شہر "عسقلان" کو بزور شمشیر فتح کر کے وہاں اسلامی پرچم سربلند کیا اور پھر ۲۴ھ میں جب سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فتوحات کا سلسلہ اور وسیع کر دیا اور مختلف مقامات پر فوج کشی کا حکم دیا۔ سب سے پہلے طرابلس فتح ہوا۔ اس کے بعد ۲۵ھ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ایک لشکر جرار ساتھ لے کر خود آگے بڑھے اور انطاکیہ، طرطوس، شمشاط اور سلطیہ تک کے علاقے فتح کرتے ہوئے عموریہ تک چلے گئے اور ان علاقوں میں نئی بستیاں بسائیں، قلعے تعمیر کئے اور فوجی چھاؤنیاں قائم کیں۔ (ابن اثیر ۱۹۳/۳)

پہلا اسلامی بحری بیڑا

۲۸ھ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسلام کی تاریخ میں سب سے پہلا اسلامی بحری بیڑہ بحیرہ روم میں اتارا۔

فتح قبرص

۲۸ھ مطابق ۶۲۹ء سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلا بحری حملہ قبرص (سائپرس) پر کیا اور رومیوں کو شکستِ فاش دی۔ اس معرکہ میں آپ کی رفیقۂ حیات فاختہ بنت قرظ بھی ساتھ تھیں۔ نیز بعض جلیل القدر صحابہ مثلاً حضرت ابو ایوب انصاری، حضرت ابو ذر غفاری، حضرت ابوالدردا، حضرت مقداد رضی اللہ عنہم بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت شریک جہاد تھے۔

۳۳ھ میں اہل قبرس نے معاہدے توڑ دیئے۔ اس لئے دوبارہ جنگ کی نوبت آئی۔ اس وقت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سمندر میں جو بیڑے اتارے ان کی تعداد پانچ سو تھی۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا بحری بیڑا کتنا مضبوط تھا۔ (فتوح البلدان ۱۴۵)

شہادت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ

۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ کو امیر المومنین، امام المتقین، خلیفۂ ثالث برحق، صاحبِ حلم و حیا، پیکرِ جود و سخا، سیدنا عثمان ذوالنورین سلام اللہ و رضوانہ کو انتہائی مظلومانہ حالت میں بے دردی و سفاکی سے شہید کر دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی امت مسلمہ میں قیامت تک کے لئے فتنہ و فساد کا مستقل دروازہ کھل گیا اور شہادت عثمان رضی اللہ عنہ ہی خلیفہ چہارم برحق، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین اختلاف اور جنگ و جدال کا باعث بنی۔

جنگ صفین

۳۶ھ مطابق ۶۳۷ء میں دونوں طرف سے نہ چاہتے ہوئے بھی منافقین کی فتنہ پردازیوں کے سبب جنگ صفین ہو کر رہی۔ اس انتہائی افسوسناک جنگ میں دونوں طرف سے ہزاروں مسلمان شہید ہو گئے۔

دور صلح و آشتی

۳۷ھ میں سیدنا علی المرتضیٰ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان صلح کی کوششیں شروع ہوئیں۔ آخر کار ۳۹ھ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے خود سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا! "خونریزی بہت ہوچکی۔ آیئے اس سے بہتر ہے کہ صلح کرلیں۔ میرے پاس شام و مصر رہے اور آپ کے پاس حجاز و یمن، عراق و فارس اور کرمان رہیں۔ نہ آپ مجھ پر حملہ کریں نہ میں آپ پر حملہ کروں "بات معقول تھی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بخوشی تمام شرطیں منظور کرلیں، معاہدہ صلح لکھا گیا اور یوں انتشار کا دور ختم ہو کر محبت و مودّت اور وحدت کا دور شروع ہوا۔ (ابن اثیر ۳/۳۲۴)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع امت

بیس رمضان المبارک ۴۰ھ کو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سانحہ پیش آیا اور اس کے بعد ربیع الثانی ۴۱ھ میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے تقریباً چھ ماہ خلیفہ رہنے کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں بخوشی خلافت سے دستبرداری کا اعلان کیا۔ اس کے ساتھ ہی امیر المومنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماعِ امت ہوگیا اور اس سال کا نام عام الجماعت رکھا گیا (فتح الباری ۱۳/۵۰)

۴۱ھ میں بلخ، ہرات اور بادغیس کی بغاوتیں کچلی گئیں۔ یہ علاقے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں خودمختار ہوگئے تھے اور خراج دینا بند کردیا تھا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ ان کو مطیع کیا اور بلخ کے مشہور آتش کدہ نوبہار کو خاکستر کیا۔

فتح کابل و غزنی

۴۳ھ میں حضرت عبداللہ ابن عامر اموی رضی اللہ عنہ نے کابل اور گردونواح کی بغاوتوں کی سرکوبی کی اور کابل کے جو علاقے ابھی تک فتح نہیں ہوسکے تھے ان کی طرف پیش قدمی کی اور مشہور قلعہ زران، طخارستان، زنج اور غزنی تک کا پورا علاقہ فتح کرکے وہاں تبلیغ کی اہم خدمات انجام دیں اور لوگوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔ (ابن اثیر ۳/۲۶۶)

فتح اہواز و قیقان

۴۴ھ میں مجاہدِ اسلام مہلب بن ابی صفرہ نے کابل اور ملتان کے درمیان واقع شہر اہواز اور قیقان (کوکن) کو فتح کیا اور یہاں کا والی عبداللہ بن عامر اور عبداللہ بن سوار عبدی رضی اللہ عنہما کو مقرر کیا اس وقت تک سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی سلطنت جانبِ غرب قیروان اور جانبِ شرق سندھ تک پھیل چکی تھی (ابن اثیر ۳/۳۵۰، سیر الصحابہ ۶/۸۳)

فتوحات افریقہ

۴۷ھ میں افریقہ کی طرف پیش قدمی ہوئی اور زبردست فتوحات حاصل ہوئیں۔ ۴۷ھ سے ۵۰ھ کے درمیان کا واقعہ ہے افریقہ کے اس مفتوحہ علاقے میں خلیفۃ المسلمین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے ایک عظیم الشان شہر بسایا گیا جس کا نام قیروان رکھا گیا۔ قیروان کی تاسیس کے سلسلہ میں ایک واقعہ قابل ذکر ہے کہ جس وقت

حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ نے اس علاقہ میں شہر بسانا چاہا تو وہاں خونخوار درندوں سے بھرا ہوا ایک جنگل تھا۔ چنانچہ سپاہی بہت خائف ہوئے تو حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! تم خدا کے لشکر ہو، دنیا فتح کرنے چلے ہو، تمہارے ضمیر میں ناکامیوں کی کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ کہتے ہوئے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت ساتھ لی اور بڑے خشوع خضوع سے دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ پھر بڑی رقت سے خدا کے حضور دیر تک دعا مانگی اور اس کے بعد نہایت بلند آواز سے کہنے لگے: اے سانپو، اے درندو، اے بھیڑیو، اے شیرو اور اس جنگل میں رہنے والے تمام درندو!! ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی اور ان کے غلام ہیں اور یہاں اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ اسلام کی حفاظت کے لئے ایک شہر بسائیں! بس ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم تین دن کے اندر اس زمین کو خالی کردو اور بندگانِ خدا کو یہاں آباد ہونے دو۔ اس آواز کے سنتے ہی تمام درندے قطار در قطار نکلنے لگے اور دو روز میں سارا جنگل خالی کر دیا۔ اس واقعہ کو دیکھ کر افریقہ کے ہزاروں بربر حلقۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔ غرضیکہ شمال کے تمام ساحلی علاقے مصر سے لے کر بحر اوقیانوس تک سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے زیر اقتدار آ گئے اور تین چار سال کے عرصہ میں قیروان کے بعد سوڈان بھی مسلمانوں نے فتح کر لیا (اعلام الاسلام ۷۴ ۲)

قسطنطنیہ پر حملہ

۴۹ھ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر حضرت سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ کی زیر امارت قسطنطنیہ کی طرف روانہ کیا اور دوسرا لشکر اپنے بیٹے یزید کی ماتحتی میں بھیجا۔ اس لشکر میں حضرت ابو ایوب انصاری حضرت عبداللہ ابن زبیر، حضرت عبداللہ ابن عمر، حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت عبداللہ ابن جعفر اور حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہما جیسے عظیم و جلیل القدر اور بزرگ صحابہ کرام شریک تھے۔ کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ!! میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر (قسطنطنیہ) پر جہاد کرے گا اس کی مغفرت ہے۔ دوسری حدیث یوں ہے۔ کیا اچھی وہ فوج ہو گی اور کتنا اچھا وہ امیر ہو گا جو ہرقل کے شہر قسطنطنیہ پر حملہ کرے گا اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میری امت کے لوگ ہیں جو سمندر میں فی سبیل اللہ (جہازوں پر) سوار ہیں۔ ان کی مثال یوں ہے جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھے ہوں (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب غزوہ فی البحر ۲/۲۴۲، فتح الباری ۱/۰ ۴۱) جہاد قسطنطنیہ کے اسی سفر میں میزبانِ رسول سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی جب آپ کا وقت آخر قریب ہوا تو آپ نے امیر لشکر یزید سے فرمایا کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ دشمنوں کی سرزمین میں جہاں تک لیجاسکو لے جا کر دفن کرنا۔ چنانچہ حسب وصیت یزید جنازہ لے کر چلا اور لڑتے بھڑتے قلعہ کی فصیل تک پہنچ گیا۔ یہانتک کہ خاص فصیل کے نیچے آپ کو سپرد خاک کیا۔ (ناسخ التواریخ ۶/۶۶)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ان بشارتوں سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت کا اظہار ہوتا ہے کہ انہوں نے ہی سب سے پہلے قبرص فتح کیا اور سب سے پہلے قسطنطنیہ پر جہاد کیا۔ علامہ ابن تیمیہ اور محدث المہلب اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں" یہ حدیث حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے لڑکے اور تمام مجاہدین کی فضیلت میں ہے کہ انہوں نے ہی سب سے پہلے بحری جہاد کیا۔ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب غزوہ فی البحر، منہاج السنتہ ۲/۲۵۲، ابن کثیر، تاریخ ذہبی، ۳/۱، تاریخ الامت ۳/۲۰)

فتح رودس وارواڑ

۵۳ ھ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بحری لشکر نے جزیرۂ رودس کی طرف رُخ کیا اور مشہور ماہر جنگ حضرت جنادہ ابن امیہ رضی اللہ عنہ نے اس سرسبزوشاداب جزیرے کو فتح کر کے یہاں مسلمانوں کی ایک بستی بسائی۔ فتح رودس کے بعد ۵۴ ھ میں دوسرا جزیرہ ارواڑ بھی فتح ہوا اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے یہاں بھی ایک بستی بسائی گئی جو تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتی ہے (فتوح البلدان)

ولیعہدیٔ یزید

۵۶ ھ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے تمام صوبوں کے اشراف و سادات کے ساتھ چار سال کی مسلسل مشاورت کے بعد اپنے بیٹے یزید کی ولیعہدی کی بیعت لی۔ ساری اسلامی سلطنت کے اربابِ رائے نے ولی عہدی کی تائید کی۔ صرف مدینہ سے پانچ چھ حضرات نے مخالفت کی۔ اس سلسلہ میں ایک اہم اعتراض سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر یہ ہوتا ہے کہ انہوں نے سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہم کی سنت چھوڑ کر قیصرو کسریٰ کی بدعت اختیار کی لیکن اسے بدعت نہیں کہا جاسکتا، اگر باپ کے بعد بیٹے کا جانشیں ہونا بدعت ہوتا تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بعد جانشین خلافت ہرگز نہ ہوتے جبکہ اکابر سادات اور اصحاب مبشرہ موجود تھے۔ (المسعودی ۵۰/۲، عقد الفرید ۲۳/۲، تاریخ الامت ۲۳/۳، الامامت والسیاست ۱۹۸/۱)

وفات

۶۰ ھ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ جب وقت رحلت قریب ہوا تو اہل وعیال کو وصیتیں کیں۔ اپنے بیٹوں سے فرمایا " دیکھو تم ہر رنج و مصیبت میں خدا کا خوف دل سے نہ نکالنا، کیوں کہ جس کے دل میں خوف خدا ہوتا ہے وہ مصائب و آلام سے محفوظ رہتا ہے اور جس کے دل میں خدا کا خوف نہیں اس کا کوئی مددگار نہیں"

یزید کہیں جہاد پر گیا ہوا تھا اس کو بلوا کر نصیحت کی: بیٹا! اللہ سے ہر وقت ڈرتے رہنا اچھے لوگوں کا لحاظ رکھنا، ان کی توہین مت کرنا، ان کے ساتھ غرور و تکبر سے پیش نہ آنا، ہر ممکن نرم برتاؤ کرنا جب کوئی کام کرنا تو نیک، متقی اور تجربہ کار لوگوں سے مشورہ کرنا اور یہ جو رائے دیں اس کی مخالفت نہ کرنا۔ اپنے نفس کی حفاظت کرنا۔ نماز سے غافل نہ ہونا۔ حرمین شریفین (مکہ مدینہ) والوں کی عزت و بزرگی کو پہچاننا۔ یہی تمہارے دین کی جڑ اور تمہارے اہل خاندان ہیں اور اے بیٹا۔۔۔۔ حسین ابن علی رضی اللہ عنہ بڑے بھولے اور سادہ مزاج ہیں۔ ہمارے بعد کوفہ والے ان کو تمہارے خلاف بھڑکائیں گے۔ یاد رکھنا! اگر وہ تمہارے مقابلہ میں نکلیں تو ان کے ساتھ در گزر سے کام لینا، عزت و تکریم سے پیش آنا وہ جگر گوشۂ رسول ہیں اور تمہارے قرابت دار ہیں۔ ابن کثیر (۲۲۹/۸، طبری ۱۹۶/۵) پھر گھر والوں کو حکم دیا کہ ہمارے مال کا نصف حصہ بیت المال میں داخل کیا جائے پھر خدا کی طرف متوجہ ہوئے اور رو کر کہنے لگے! باری تعالیٰ تو نے فرمایا ہے۔۔۔۔

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذالک لمن یشاء ○

اللہ اس کی مغفرت نہیں کرتا جو اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے اور اس کے ماسوا جس کو چاہے بخش دے۔

(بقیہ ۲۷ پر)